Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal
Impact Factor 5.3
ISSN No. 2456-1665

اُردو ناول کے میدانِ عمل میں پریم چند کا مرتبہ

STATUS OF PREM CHAND IN THE FIELD OF URDU NOVEL

RESEARCH SCHOLAR: KASHIF RAZA S/O KAYAM RAZA, SUNRISE UNIVERSITY, ALWAR, RAJASTHAN

Research Guide: Prof. Syed Asif Zakriya, Dept. of Urdu, Sunrise University, Alwar Rajasthan.

پریم چند نے ایک جگہ اپنے بارے میں کہا ہے میرے قصے اکثر کسی نہ کسی مشاہدے یا تحریر تجربے پر مبنی ہوتے ہیں میں اس میں ڈرامائی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں مگر محض کسی واقعہ کے اظہار کے لیے میں کہانیاں نہیں لکھتا اس میں کسی فلسفیانہ یا جذباتی حقیقت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں

پریم چند کا تصنیف کردہ ناول ' میدان عمل 'جو اردو کے کورس نمبر 28 میں شامل ہے اسے پریم چند نے ناول ' غبن ' کے بعد لکھا۔ جو زندگی کے بارے میں بدلتے ہوئے تصورات کا ائینہ دار ہے ناول کے تمام کردار عمل کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔ ان کے عمل کا مقصد مزدوروں کو، کسانوں کو، جبر و استحصال کی قوتوں کے خلاف متحد کرنا ہے انہے اپنے حقوق کا احساس دلانا ان کے اندر طبقاتی مفاد کا واضح شعور پیدا کرنا اور اس طرح انہے اپنی بہتری کے لیے عملی جد وجہد کا راستہ دکھانا ہے۔ ان میں سے بہت سے کردار گاندھی ازم مراد عدم تشدد کے خلاف آواز اٹھاتے نظراتے ہیں کیونکہ پریم چند گاندھی ازم کے قائل نہ تھے وہ تشدد سے اپنا مقصد اور اصول ازادی لینا چاہتے تھے۔

پریم چند کا زاویہ نظر محنت کش طبقہ کے مسائل سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے وہ ان کی حقیقت نگاری کے ایک نکھرے تصور کو سامنے لاتے ہیں۔

*پریم چند *نے ناول 1930 1932 میں لکھا، سیاسی اعتبار سے یہ انتہائی ہیجان اور جوش و خروش کا زمانہ تھا انگریز حکومت پر امن طریقہ سے آزادی دینے والی نہ تھی۔ یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ جب تک مزدور طبقہ تحریک ازادی میں شامل نہیں ہوگا ازادی کا نسب العین حاصل نہیں ہو سکتا۔ کسانوں کی اقتصادی بدحالی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ پریم چند عمل چاہتے تھے لہذا وہ پابندی سے کانگریس کے جلوس اور جلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ وہ لکھنؤ میں تھے۔

حکومت کا ظالمانہ رویہ، زمیداری، افلاس، قدیم رسم و رواج اور توہمات کا دور دورا تھا انہوں نے اس ناول میں کسانوں کے ساتھ ساتھ مزدوروں کی معاشی بدحالی اور بے سرو سامانی کو بھی موضوع بنایا ہے۔ پریم چند نے جبر و ظلم کرنے والے طبقوں کے مقابلے میں واضح الفاظ میں ناداروں اور مظلوموں کی حمایت کی ہے۔

میدان عمل ایک سیدھے سادے پلاٹ کا ناول ہے امرکانت دہلی کے ایک ساہو کار کا لڑکا ہے اس نے اپنے باپ سمرکانت کی مرضی کے خلاف بڑی مشکل اور محنت سے تعلیم حاصل کی تعلیم کے دوران اس کی شادی سکھدا سے کر دی گئی۔ سکھدا چاہتی ہے کہ امر اپنے باپ کے ساتھ کام کرے لیکن وہ اس طرح سودے لے کر، چوری کا مال کم دام میں خرید کر، روزی کمانا نہیں چاہتا۔ امر خوددار ہے وہ اپنے باپ سے برہم ہو کر پروفیسر شانتی کمار کے ساتھ قومی تحریکوں میں حصہ لیتا ہے اور میونسپلٹی کا ممبر بن جاتا ہے۔

بعد میں امرکانت اپنے باپ سے الگ ہو کر کھدر بیچ کر گزر اوقات کرتا ہے وہ ایک بوڑھی غریب بیوہ پٹھانی کے ساتھ بڑی ہمدردی سے پیش اتا ہے۔ کچھ عرصے بعد اس کی جوان پوتی* سکینہ *سے اظہار محبت کرتا ہے جس کی بنا پر شہر میں رسوا ہو کر سردار کے پاس ایک پہاڑی گاؤں میں جا کر پناہ لیتا ہے اچھوتوں کی یہ بستی اس کی نئی زندگی کی تعمیر میں

میدان عمل میں جاتی ہے، یہاں گوڈر کی محبت سلونی کی مامتا اور منی کا خلوص اس کے دل میں گھر کر لیتا ہے۔ بچوں کو اسکول میں دوسرے لڑکے چمار چمار کہہ کر چڑھاتے ہیں لہذا امران کو خود تعلیم دیتا ہے۔

اس کے علاوہ سماج میں وہ اور بھی سدھار کرتا ہے گولڈ امر کی اصلاح پر شراب ترک کر دیتا ہے وہ منی کی مدد سے مردہ گائے کے گوشت کھانے کے قدیم رواج کو ختم کرتا ہے اور بڑھتے ہوئے لگان کو معاف کرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

ادھر امر کی بیوی سکھدا قومی کاموں میں حصہ لیتی ہے اور نتیجتاً ایک دن گرفتار ہو کر جیل چلی جاتی ہے کسانوں کی تنظیم اور سرکشی دیکھ کر اس علاقہ کا حاکم سلیم جو امر کا بچپن کا دوست بھی تھا امر کو گرفتار کرنے آتا ہے۔

سکھدا اور امر کی گرفتاری کے بعد سمر کی انکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ بھی زر پرستی ترک کر کے میدان عمل میں اتر اتے ہیں۔ سمرکانت بھی باغیانہ تقریر کرتے ہوئے گرفتار ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ سکھدہ کی ماں رامہ دیوی اور پٹھانی بھی گرفتار ہو جاتی ہے اور لکھنؤ کی جیل میں بھیج دیے جاتے ہیں سمرکانت کی بہن نینا تقریر کرتے ہوئے شہید ہو جاتی ہے۔

دوسری طرف سلیم کو جب حکومت کے مظالم کا علم ہو جاتا ہے تو اپنی ملازمت کو ترک کر کے امر کی جگہ اسی تحریک میں شامل ہو کر تحریک شروع کر دیتا ہے انجام کار گرفتار ہو جاتا ہے بعد میں سکینہ بھی گرفتار ہو جاتی ہے بالآخر حکومت کو سر جھکانا پڑتا ہے اور امر اور اس کے تمام ساتھی رہا ہو جاتے ہیں۔

پریم چند نے اس ناول میں اس عہد کے ہندوستان کی واضح تصویر پیش کی ہے جس حکومت میں عوام کے لئے تعلیم ممنوع ہے اس کی رہائش کے لیے مکان تک مہیا نہیں وہ اپنے خدا کی عبادت بھی نہیں کر سکتے

انہوں نے ناول کے ابتدا میں ہی انگریزی تعلیم کی مذمت کی ہے کہ پریم چند اچھی طرح جانتے تھے کہ بغیر تعلیم کے سیاسی شعور پیدا ہونا ناممکن ہے لہذا ان کے ناول کا ہیرو امرکانت سر دوار کے ایک گاؤں میں پہنچ کر سب سے پہلے اچھوتوں کے لیے تعلیم کا مدرسہ قائم کرتا ہے

دراصل پریم چند اسلب... اور انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے اس مسئلہ کو دیکھا ہے لہذا وہ اچھوتوں کے مندر میں نہ داخل نہ ہونے دینے کے واقعے کو بیان کرتے ہیں۔

دو انگریز منی کی آبرو سے کھیلتے ہیں یہ واقعہ حاکم طبقہ کی مجرمانہ اور جابرانہ ذہنیت کو بے نقاب کر دیتا ہے منی غم و غصّہ کے عالم میں دو انگریزوں کو قتل کر دیتی ہے تو اس پر مقدمہ چلتا ہے امر اور شانتی کمار پر پروفیسر چندہ کرتے ہیں۔ سکھدا کی ماں رامہ دیوی روپے دیتی ہے اس طرح یہ واقعہ انگریز اور انگریزی حکومت کے جبر و ظلم کی پردہ کشائی کرتا ہے۔

دیہات کی سادہ اور فطری زندگی، کسانوں کی معاشی بدحالی، ان کی وضع داری، قسمت پرستی، اور مذہبی عقیدت مندی قابل داد ہے۔ سلونی گوڈر اور منی گاؤں کی زندگی کے نمائندہ کردار ہیں۔ آتما رام زمیندار کا راز فاش کیا ہے جیسا کہ اس وقت زمینداری کا رویہ تھا سچی اور صحیح تصویر پیش کی ہے۔

Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal
Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal Impact Factor 5.3 ISSN No. 2456-1665

امر کا۔ جو سکینہ سے عشق کرنے لگا تھا اس کی وجہ سے یہ ہے کہ سکھدا نے اسے اپنی محبت سے رام نہیں کیا چنانچہ اس نے سکینہ میں خوبیاں اور سادگی دیکھی اور اس سے متوجہ ہوا جو کہ نفسیاتی جذبہ ہے۔ گاؤں میں منی سے امر کا رومانی لگاؤ دیکھ کر پریم چند نے اس کے کردار میں حقیقت کا رنگ بھر دیا ہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محبت کے جذبے کو اپنے جنسی اور ارضی روپ میں دیکھنے لگا تھا۔

سکھدا کا کردار ارتقائی منزل طے کرتا نظر آتا ہے وہ بھی عمل کے سانچے میں ڈھل کر نکھرتی ہے اور انجام کار قومی تحریکوں میں حصہ لیتی ہے پھر گرفتار بھی ہوتی ہے۔

سکینہ نچلے گھرانے کی مسلمان لڑکی ہے اسے اخباروں اور رسائل سے دلچسپی ہے اس لیے ارد گرد کے سماجی سیاسی حالات کا شعور رکھتی ہے امر کا کردار اسے متاثر کرتا ہے۔ امر محبت کا اظہار کرتا ہے تو نفس کا خیال نہیں کرتی بلکہ اپنا دل کھول کر امر کے سامنے رکھ دیتی ہے اس کی محبت میں خود غرضی اور بوالہوس کا شعبہ نہیں۔ اس لیے وہ پٹھانی اور سکھدا سے اپنی محبت کا اعتراف کر لیتی ہے لیکن آخر میں پردہ چھوڑ کر تحریک میں حصہ لینا سمجھ میں نہیں آتا دوسرے جیل سے رہائی کے بعد وہ آسانی سے سلیم کو قبول کر لیتی ہے یہ امر سکینہ کی امر سے محبت کو مجروح کرتا ہے۔

منی کا کردار سکینہ سے زیادہ جاندار ہے جو ہندوستانی عورت کی بلند کرداری کا ثبوت پیش کرتی ہے انگریزوں کو قتل کرنے اور مقدمے میں بری ہونے کے بعد وہ اپنے شوہر کا سامنا نہیں کرتی شوہر ہزار ہا مناتا ہے لیکن وہ جانتی ہے کہ اسے سماج قبول نہ کرے گا اس کے ساتھ وہ کسی دوسرے مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی سمیر کے چھیڑنے پر سخت ناراض ہوتی ہے۔

ناول کے دوسرے کم اہمیت کے رکھنے والے کرداروں میں چودھری گوڈر، سلونی، سلیم، سمر کانت، سیٹھ دھنی رام اور منی رام وغیرہ ہیں لالا سمر کانت اور سیٹھ دھنی رام کے کردار اس مہاجنی تہذیب اور سرمایہ داری طبقے کے ہیں سمر کانت ناجائز طریقے سے روزی کمانے میں تامل نہیں کرتا حتیٰ کہ چوری کا مال کم قیمت میں خریدنے کے دریغ نہیں کرتا۔

*سلیم *جو امر کا بچپن کا دوست ہے اس کے ساتھ نہایت ہمدردی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ امر کی گرفتاری کا حکم ہوتا ہے تو وہ خود اپنی کار میں بٹھا کر لاتا ہے امر کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈلوانا نہیں چاہتا جو دوستی کی بہترین مثال اور ہندو مسلم یکجہتی کا ثبوت ہے۔

نینا کا شوہر منی رام مغرب پرستی کا مرقع ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی نینا بیاپاریوں کے ساتھ بیٹھ کر ہم کلام ہو جس سے تجارت کو فروغ ہو سکے وہ ہندوستانی ... کے سخت خلاف ہے اسی وجہ سے اپنی بیوی سے ناراض رہتا ہے الغرض شرم و حیا جو عورت کا روحانی زیور ہے بالائے طاق رکھوانا چاہتا ہے۔

اگر 'میدان عمل' کو پریم چند کی فن کے اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ روزمرہ اور عوام کی زبان سے قریب ہے۔ فارسی اور عربی کے دقیق الفاظ استعمال نہیں کرتے بلکہ عام طور پر بول چال کے زبان اختیار کی ہے اور خصوصا مکالموں میں۔" پریم چند نے انگریزی الفاظ سے حتی لامکان بچنے کی کوشش کی ہے ان کے یہاں حکیمانہ نکتے اکثر و بیشتر ملتے ہیں"۔

ایک جگہ کہا ہے "روحانی عقیدت میں جتنی کمی ہوتی ہے اتنا ہی نمائش میں اضافہ ہوتا ہے) "میدان عمل 226 صفحہ(

ایک جگہ تشبیہ کی مثال ملاحظہ ہو"گنگا کسی دوشیزہ کی طرح ہنستی،اچھلتی،ناچتی گاتی چلی جارہی تھی) "میدان عمل 166 صفحہ(

پریم چند ٹھوس حقیقت کہتے ہیں بطور نمونہ چند امثال دیکھیے" آج بھی شاید ہی کوئی ایسا تعلیم یافتہ آدمی ملے جو مساوات کا حامی نہ ہو)* "میدان عمل صفحہ نمبر*(384 ۔

"افلاس ہی ساری مصیبتوں کی جڑ ہے)* "میدنِ عمل صفحہ .*(297

"غبن ۔ کولعنت کہا گیا ہے) "میدنِ عمل صفحہ(301

*امیروں کی ہستی غریبوں سے قائم ہیں) *میدنِ عمل صفحہ(467

پریم چند دیہات کی زبان کسانوں کے لب ولہجے اور تلفظ کو انتہائی مختصر اور حقیقی رنگ میں پیش کرتے ہیں اس لیے مزدوروں نے گاؤں والے ان-پڑھ لوگوں کی زبان سے کابو

حاکم جلوہ، حرور، مجور، گانٹھ، کسم، ہجار، استھایا، کارساج، مکدر جیسے الفاظ نکلواتے ہیں

اس کے علاوہ اردو سے ناواقفیت کی وجہ سے ایک جگہ " کون جاتے ہمیں ہیں جا کر اطلاع کردے "لکھا ہے۔ مٹر سین کی زبان جیسی ہونی چاہیے تھی وہ ہو پیش کرتے ہیں

اب اس موومنٹ کا جڑ کٹ گیا ڈاکٹر اس کا سوال) روح (تھا) میدان عمل (469 ۔

ایک انگریز عورت کی زبان"* ہم جیلر کو بولے گا) *"صفحہ نمبر(409

عام مشاہدہ ہے کہ عورتیں دوسروں کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کرنے کی عادی ہوتی ہیں۔پریم چند کے ناول میں جگہ جگہ زنانے کردار بات کاٹتے نظر آتے ہیں۔

پریم چند ، کسی مہنت،پنڈت یا پجاری کی گفتگو دکھاتے ہیں تو اس کے مکالموں میں سنسکرت کے الفاظ غالب نظر آتے ہیں مثلا" یہ سب مایا ہے بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ سب

اگیان ہے بالکل اگیان۔اسی اگیان کے کارن منوشے سوارتھ میں پڑ کر اپنا سرو ناش کرتا ہے۔) "میدنِ عمل صفحہ (340 ۔

پریم چند مکالموں میں کرداروں کی حیثیت ان کے ذہنی سطح اور سن وسال سے مطلب ۔ نہیں رکھتے لیکن وہ بعض جگہ بیانات کو بہت طول دیتے ہیں جس سے قاری کا دل اچاٹ ہو

جاتا ہے مثلا میدان عمل میں مہنت کے محل اور مندر کے بیانات کا ذکر۔

اس طرح یہ ناول پریم چند کے فکر وشعور کے اعتبار سے آگے بڑھا ہے لیکن ناول کی فنی تعمیر کے متعلق قمر رئیس کے یہ الفاظ ہیں

"فنی محاسن اور کردار نگاری کے اعتبار سے یہ ناول مصنف کے بہترین ناولوں میں شمار نہیں ہوتا بعض کرداروں کو اچانک تبدیلی پلاٹ کے فطری روانی میں مخل ہوتی ہے۔

سلیم، سکھدا، رامہ دیوی اور پٹھانی کو جس طرح تالیف قلب کرکے میدان عمل میں لایا جاتا ہے اور سکینہ کو اچانک پردہ سے نکالکر، جس طرح کسانوں کی تحریک میں رہنمائی

سونپی گئی وہ مصنوعی اور اوپر سے لادی ہوئی چیز ہے۔ پریم چند ذہنی تغیر کے لیے مناسب فن اور حالات پیدا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔"

نکلیے جگہ شائستہ اختر صاحبہ * میدان عمل *پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں" -میدان عمل میں غلامی اور سرمایہ داری کے خلاف جد وجہد کو موضوع بنایا گیا ہے اس کے پلاٹ میں تضاد ہے واقعات اپنے عروج اور انجام کی طرف تسلسل کے ساتھ نہیں بڑھتے۔ "

ان ہی فنی خامیوں کی وجہ سے ڈاکٹر رام رتن نہادنے" میدان عمل "کو چوگان ہستی سے کمتر درجہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔

حقیقت نگاری کے زاویہ نظر سے دیکھا جائے تو دو باتیں اور قابل توجہ ہیں۔ رہائی کے بعد منی جس سلیس اور ستھری زبان میں تقریر کرتی ہے ایک دیہاتی اکھڑ لڑکی سے اس طرح کے توقع نہیں کی جاسکتی جبکہ بعد میں وہ پھر دیہاتی زبان بولنے لگتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ حاکم سلیم امر کو گرفتار کرکے کار سے لے جاتا ہے تو راستے میں کافی باتیں ہوتی ہیں ظاہر ہے کار کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہوگی لیکن پھر بھی لوگ کار روک لیتے ہیں اس طرح اس جگہ انہوں نے حقیقت نگاری سے کام نہیں لیا۔

اردو ناول میں* میدان عمل *کے مرتبہ کے لیے مولوی نظیر احمد کے یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے کردار ٹھوس اور اٹل ہوتے ہیں اور وہ صرف زمانہ لٹریچر یک محدود نہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ جگہ واعظ اور ناصح نظر آتے ہیں۔ دوسرے طویل اخلاقی وعظ اور تقریر ضرور داخل کرتے ہیں۔ سرشار کی کتابیں /ناول اخلاقی معیار سے زیادہ بلند نہیں، بقول علی عباس حسینی چنانچہ جناب مجبور ہو کر خود یہ بات لکھتے ہیں کہ " سرشار کی اکثر تصانیف اتنی عریاں ہیں کہ لڑکیوں کو نہیں پڑھائی جاسکتی ہیں۔۔

* کاشف رضا*

سنرائز یونیورسٹی، الور، راجستھان